استفادہ کی چند بنیادیں

مولوی محمد بن محمد سرور
متعلم تخصصِ علومِ حدیث، جامعہ

انسان اپنی زندگی میں حضرات اکابر علماء کرام اور اولیاء اللہ کے وجود کو غنیمت جانے، اور ان سے استفادہ کی خوب کوشش کرے، چاہے وہ زیارت اور مصافحہ کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو، اور اس میں ہرگز سستی نہ دکھائے، تاکہ ان کے علوم وتجربات، برکات اور فیوضات سے کچھ روشنی حاصل کرلے اور محروم نہ رہ جائے، کیونکہ بسااوقات ان اکابرین سے انسان وہ رمز اور اشارہ حاصل کرلیتا ہے جو زندگی بھر کتابوں سے حاصل نہیں کرسکتا، بصورتِ دیگر ان اکابرین کے جانے کے بعد انسان زندگی بھر افسوس اور پچھتاوے میں رہتا ہے اور تمنا کرتا ہے کہ کاش سستی کی بجائے چستی، اور تاخیر کی بجائے تعجیل سے کام لے لیتا، اور یہ سلسلہ شروع سے چلتا آرہا ہے کہ جنہوں نے بھی اس معاملے میں کچھ تاخیر کی، پھر وہ زندگی بھر استفادہ کرنے کی خواہش اور تمنا ہی کرتے رہے۔

چنانچہ خطیب بغدادیؒ نے اپنی تصنیف ’’الرِّحلة في طلبِ الحديث‘‘ میں خاص طور پر ایک ایسی فصل قائم کی ہے، جس میں انہوں نے ان حضرات کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے استفادہ اور طلبِ حدیث کے لیے کسی معیّن شیخ کی طرف رختِ سفر باندھا، اور پھر پہنچنے پر معلوم ہوا کہ شیخ دَاعیِ اَجل کو لبّیک کہہ چکے ہیں، اس پر وہ نہایت افسردہ ہوئے۔ چنانچہ بطورِ ترغیب اور نصیحت چند حضرات کا ذکر کیا جاتا ہے:

① - حماد بن سلمہؒ کہتے ہیں کہ میں مکہ آیا جبکہ ’’عطاء بن ابی رباحؒ‘‘ حیات تھے۔ میں نے سوچا کہ افطار کرنے (رمضان گزارنے) کے بعد ان کے پاس جاؤں گا، لیکن ماہِ رمضان میں ہی ان کا انتقال ہوگیا۔ (۱)

② - عبد اللہ بن داوٗد الخریبیؒ کہتے ہیں کہ میرا بصرہ جانے کا سبب ابن عونؒ کی زیارت کرنا تھا، چنانچہ جب میں بنی دارا کے پُلوں تک پہنچا تو ابن عونؒ کی وفات کی خبر مجھے پہنچ گئی، اللہ ہی جانتا ہے کہ کیا غم اور افسوس مجھے اس وقت پہنچا۔ (۲)

③-علی بن عاصم کہتے ہیں کہ میں اور ہشیم دونوں منصور کی زیارت (اور استفادہ) کی غرض سے شہر واسط سے کوفہ کی طرف نکلے، چنانچہ میں واسط سے نکل کر چند فرسخ ہی چلا تھا کہ ابومعاویہ یا کسی اور صاحب سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے پوچھا: آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں؟ تو جواباً انہوں نے کہا کہ: میرے ذمہ کچھ قرض ہے، اس کی ادائیگی کے لیے کچھ حیلہ کر رہا ہوں، علی بن عاصم کہتے ہیں: میں نے ان سے کہا: آپ میرے ساتھ چلو، میرے پاس چار ہزار درہم موجود ہیں، ان میں سے دو ہزار درہم آپ کے حوالے کر دیتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ: میں وہاں سے لوٹا، اور دو ہزار درہم ان کے سپرد کر کے وہاں سے نکل پڑا۔ ہشیم صبح کے وقت کوفہ پہنچ چکے تھے، جبکہ میں شام کے وقت پہنچا۔ ہشیم نے جا کر منصور سے چالیس احادیث کا سماع کر لیا، لیکن میں حمام میں داخل ہو گیا، جب صبح ہوئی تو میں منصور کے دروازے پر گیا، تو سامنے سے ایک جنازہ دیکھا۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ یہ منصور کا جنازہ ہے۔ میں بیٹھ کر رونے لگا، وہاں ایک شیخ نے مجھ سے کہا: اے نوجوان! کون سی چیز آپ کو رلا رہی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کوفہ سے اس غرض سے آیا تھا کہ اس شیخ سے احادیث کا سماع کر لوں، جبکہ وہ تو موت کی آغوش میں جا پہنچے۔ (۳)

ان واقعات سے انسان کو خوب سبق حاصل کرنا چاہیے کہ اپنے اکابرین سے استفادہ کرنے میں ہرگز کاہلی اور غفلت کا مظاہرہ نہ کرے، ورنہ افسوس کا دامن ساتھ لگا رہتا ہے؛ لہٰذا اس کو چاہیے کہ ہمت اور چستی سے کام لے کر آگے بڑھے، اور کوئی چیز اس کے لیے استفادہ کرنے سے رکاوٹ نہ بننے پائے۔

موانعِ استفادہ اور ان کا علاج

چند امور ایسے ہیں جو طالب کے لیے استفادہ سے رکاوٹ بنتے ہیں، ان سے اپنے آپ کو خوب بچائے، اگر اپنے اندر ان امور میں سے کسی کے بھی اثرات محسوس کرے، تو فوراً ان کو دور کرنے کی فکر کرے، ورنہ یہ اس کے لیے ترقی کی راہ میں خطرناک رکاوٹ ثابت ہوں گے۔ صرف تین موانعِ استفادہ مع علاج ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں جو عام طور پر پائے جاتے ہیں:

❶-تکبر ❷-حیا ❸-غفلت

❶-تکبر

انسان مستفادمنہ کو اپنے سے علم میں کمتر خیال کرتا ہے، اس لیے اس سے استفادہ نہیں کرتا، جبکہ مستفادمنہ کا مقام معتبر علماء کے ہاں مسلّم ہو، اور ظاہر حال بھی اس کے خیال کی تکذیب کر رہا ہو، لہٰذا یہ خیال تکبر ہوا، جو اس کے لیے استفادہ سے رکاوٹ ہے۔ اور تکبر کی دوسری صورت یہ ہے کہ مستفادمنہ مستفید سے عمر میں

چھوٹا ہوتا ہے، جبکہ علم وفضل میں بلند مرتبہ کا حامل ہوتا ہے، لیکن مستفید اس سے استفادہ کرنے میں اپنے لیے عار سمجھتا ہے اور مستفاد منہ کو چھوٹا سمجھنے کی بنیاد پر استفادہ چھوڑ دیتا ہے۔ اور ہر انسان اپنے اندر کی کیفیت سے خود واقف ہے، اس لیے اگر وہ اس قسم کی کیفیت محسوس کرے تو اس کے علاج کی کوشش کرے، جو مختلف ہو سکتے ہیں، کچھ یہاں ذکر کیے جاتے ہیں۔

علاج

استفادہ سے مانع جب تکبر ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ ہمت کر کے اور نفس کو دبا کر وہی کام کر لے، جس سے تکبر مانع بن رہا ہے، چند مرتبہ ایسا کرنے سے تکبر کا مرض بھی زائل ہو جائے گا، اور استفادہ کا راستہ بھی ہموار ہو جائے گا۔

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں حضرت مجاہدؒ کا قول نقل فرمایا ہے: ''قال مجاهدؒ: لايتعلم العلم مستحي ولامستكبر.''(۴) .... ''حضرت مجاہدؒ نے ارشاد فرمایا: حیا کرنے والا اور تکبر کرنے والا دونوں علم حاصل نہیں کر سکتے۔''

اور اس سلسلے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ رہنمائی وہدایت اور اس مرض کے علاج کے لیے نہایت سبق آموز ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبوت ورسالت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہونے کے مراتب پر فائز ہیں، اور اس کے باوجود علم حاصل کرنے میں بالکل عار محسوس نہیں کی، اور استفادہ وحصولِ علم کے لیے طویل سفر کیا، بلکہ یہاں تک فرمایا کہ میں ''مجمع البحرین'' پہنچنے تک سفر کرتا رہوں گا، چاہے مجھے کئی حقب ہی کیوں نہ چلنا پڑے، کما قال تعالیٰ:

''وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا۔'' (الکہف:۶۰)

حافظ ابن عبدالبرؒ نے سند کے ساتھ ابن ابی غسانؒ کا قول ذکر فرمایا ہے:

''قال عبيد بن محمد الكشوري: سمعت ابن أبي غسان يقول: لا تزال عالمًا ماكنت متعلمًا، فإذا استغنيت كنت جاهلًا.''(۵)

''عبید بن محمد کشوریؒ فرماتے ہیں: میں نے ابن ابی غسانؒ کو فرماتے ہوئے سنا: جب تک آپ حصولِ علم میں لگے رہیں گے تو عالم شمار ہوں گے، لیکن جب استغنا اور بے پرواہی پر اُتر آئے تو اس وقت آپ جاہل شمار ہوں گے۔''

بہرحال مستفید کو چاہیے کہ ان باتوں سے خوب نصیحت حاصل کرے اور استفادہ کو ترک نہ کرے،

چاہے وہ کتنے ہی بلند مقام ومرتبہ پر فائز ہو، استفادہ سے اس کے مرتبہ میں کمی نہیں بلکہ ترقی ہوگی۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللهُ، وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللهُ.''(٦)

''جو اللہ کے لیے جھکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا مقام بلند کردیتے ہیں، اور جو تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا مقام پست کردیتے ہیں۔''

اور اگر استفادہ سے مانع مستفادمنہ کی کم سنی ہو تو ذہن نشین کرنا چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک فرمان ہے:

''الْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤمِنِ حَيْثُ مَا وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا.''(٧)

''حکمت کا کلمہ مؤمن کی گم شدہ میراث ہے، جہاں بھی وہ اس کو پائے وہ اس کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔''

اس حدیث شریف سے امام ابوبکر ابن سنیؒ استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

'' و ينبغي للمتعلم أن يتلقف العلم من كل من وجد عندهٗ وان كان أصغر منه إذا كان قد سبقه بالعلم.''(٨)

''اور طالب علم کے مناسبِ شان یہ ہے کہ وہ جس کے پاس بھی علم پائے اس کو حاصل کرے، اگرچہ وہ (معلم) اس (طالب) سے چھوٹا ہی کیوں نہ ہو، بشرطیکہ وہ چھوٹا علم وکمال میں اس (طالب) سے آگے نکلنے والا ہو۔''

شیخ عوامہ -حفظہ اللہ- ''معالم ارشادیہ'' میں لکھتے ہیں:

''سئل الإمام أبوحنيفة: بم نلت ما نلت؟ فقال: ما بخلت بالإفادة، ولم أستنكف عن الاستفادة.''(٩)

''امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا گیا کہ اتنا علم آپ نے کیسے حاصل کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ: میں نے کبھی فائدہ پہنچانے میں بخل نہیں کیا، اور فائدہ حاصل کرنے میں کبھی عار محسوس نہیں کی۔''

مستفید اگر ان باتوں میں غور کرے گا، تو ان شاء اللہ! اس کے لیے کم سن اہلِ علم حضرات سے استفادہ کرنا آسان ہوگا۔ اور اس سلسلہ میں اکابرین کے بہت سارے واقعات موجود ہیں کہ انہوں نے اپنے سے کم سن حضرات سے کیسے بلا جھجک استفادہ کیا، اور بالکل عار محسوس نہیں کی، حتیٰ کہ حضرات صحابہ کرامؓ نے تابعین سے روایات لی ہیں، اور اس کو بلا جھجک آگے بیان کرتے تھے۔

❷ - حیا

مستفید مستفاد منہ کو حقیر تو نہیں سمجھتا، اور اس کے علم وفضل کا معترف ہوتا ہے، لیکن یہ خیال کرتا ہے کہ اگر میں ان سے سوال کروں، یا ان کی مجلس میں بیٹھوں تو لوگ کہیں گے کہ یہ بھی ان سے استفادہ کررہا ہے، تو وہ لوگوں سے حیا کرتے ہوئے استفادہ ترک کردیتا ہے۔ حیا کا دوسرا رُخ یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان مستفاد منہ سے حیا کرتا ہے کہ اگر میں ان سے یہ سوال کروں تو وہ کہیں گے کہ اس کو اس بات کا بھی علم نہیں ہے، یا بسا اوقات سوال اس قسم کا ہوتا ہے جس کو پوچھنے سے انسان شرم محسوس کرتا ہے۔ بہرحال اس قسم کی حیا کی وجہ سے بھی انسان استفادہ نہیں کرپاتا۔

علاج

اگر استفادہ سے مانع حیا ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ مستفید اس بات کو سوچے کہ استفادہ سے حیا کرنے والا ہمیشہ جاہل رہتا ہے، جیسے ابھی ماقبل میں حضرت مجاہدؒ کا قول ذکر کیا ہے: ’’لا يتعلم العلم مستحي و لا مستكبر.‘‘

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا قول بھی اس کی تائید کرتا ہے:

’’قال عمر بن عبد العزيز : ما من شيئ إلا وقد علمت منه إلا أشياء كنت أستحيي أن أسئل عنها فكبرت وفيّ جهالتها.‘‘(۱۰)

’’حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا: کوئی چیز ایسی نہیں جس کے متعلق میں نے علم حاصل نہ کیا ہو، سوائے چند اشیاء کے کہ میں ان کے متعلق سوال کرنے سے حیا کرتا تھا، چنانچہ میں بڑا ہوگیا اور اب بھی میرے اندر ان اشیاء کی جہالت باقی ہے۔‘‘

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیا (بے جا) کبھی علم سے مانع ہوا کرتی ہے۔ اور دوسری طرف انسان اگر حیا کو نظرانداز کرکے دین کے متعلق استفادے کے لیے تیار ہوجاتا ہے اور سوال کرتا ہے تو یہ انتہائی قابل تعریف چیز ہے۔ چنانچہ ابن عبدالبرؒ نے ’’جامع بيان العلم‘‘ میں سند کے ساتھ حضرت عائشہؓ کا قول ذکر کیا ہے:

’’عن عائشةؓ قالت: نعم النساء نساء الأنصار لم يكن يمنعهن الحياء أن يسالن عن الدين و يتفقهن فيه.‘‘(۱۱)

’’حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انصار کی عورتیں کتنی اچھی ہیں، دین کے متعلق سوال کرنے اور اس میں فقاہت حاصل کرنے سے ان کو حیا مانع نہیں ہوتی۔‘‘

مستفید میں یہ مرض جو اس کو استفادہ سے منع کررہا ہے ان باتوں کے استحضار سے ان شاء اللہ! ختم ہوجائے گا۔

3-غفلت

مستفید مستفاد منہ کو نہ حقیر سمجھتا ہے اور نہ ہی استفادہ سے اس کو حیا مانع ہوتی ہے، بلکہ وہ استفادہ کو درست سمجھتا ہے، لیکن جاننے کے باوجود محض غفلت وسستی کی وجہ سے استفادہ نہیں کرپاتا، اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان حضرات کے علوم وفیوض اور تجربات سے محروم ہوجاتا ہے۔

علاج

استفادہ سے مانع جب سستی ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ سستی کا علاج چستی ہے، اور چستی پیدا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اپنے اکابرین کی زندگیاں، ان کا حصولِ علم میں اپنے آپ کو کھپانا، طلبِ علم کا ذوق و شوق، اور بالخصوص محدثین نے حصولِ علمِ حدیث میں کس طرح مشقتیں برداشت کیں، ان کو عمل کی نیت کے ساتھ پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے ان شاء اللہ! سستی دور ہوجائے گی، اور ان حضرات کی راہوں پر چلنے کا جذبہ پیدا ہوگا، اور استفادہ کا راستہ ہموار ہوجائے گا۔

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ انسان اپنی زندگی میں موجود اکابر ہستیوں کے علم اور تجربات سے فائدہ اُٹھالے، اور اس میں ہرگز کوتاہی نہ کرے، ورنہ زندگی بھر کفِ افسوس ملتا رہے گا، اور اگر موانعِ استفادہ میں سے کوئی مانع اپنے اندر محسوس کرے تو اس کا فوری علاج کرکے اس مانع کو دور کرے اور اپنے لیے استفادہ کا راستہ ہموار کرے۔

استفادہ کرنے کے طریقے

عام طور پر جن طریقوں سے استفادہ کیا جاتا ہے، وہ تین ہیں:

۱: استفادہ بالصحبۃ ۲: استفادہ بالسوال ۳: استفادہ بالخط والکتابۃ

۱: استفادہ بالصحبۃ

استفادہ کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ انسان حضرات اکابرین کی صحبت میں کچھ وقت گزار کر فائدہ حاصل کرے، تاکہ جو علم حاصل کرے، اس کو عملی شکل میں بھی اچھی طرح دیکھ لے، اور شیخ کے کردار، اخلاق،

حسنِ سیرت، تقویٰ، اور للّٰہیت پر خوب واقفیت حاصل کرلے۔ چونکہ ان تمام چیزوں پر اطلاع‘ دیکھنے اور صحبت اختیار کرنے کے بغیر نہیں ہوسکتی، اس لیے سب سے بہتر یہ ہے کہ شیخ کی صحبت میں کچھ وقت رہ کر استفادہ کرے۔

۲: دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آدمی ان اکابرین کے پاس جاکر زیارت، مصافحہ، اجازتِ حدیث، اور جس فن میں وہ مہارت رکھتے ہوں اُس کے متعلق سوال کرے، اور ان کے تجربات سے فائدہ اٹھائے، کیونکہ ہر آدمی کے لیے ہر شیخ کی صحبت اختیار کرنا ممکن نہیں ہے۔

۳: استفادہ کا تیسرا طریقہ یہ ہے کہ ان حضرات سے خط وکتابت کے ذریعے تعلق قائم کرے اور اس طریقہ سے ان سے استفادہ کرتا رہے، اور استفادہ کو کسی حال میں بھی ترک نہ کرے۔

تنبیہ:

استفادہ کے کچھ آداب مشترکہ ہیں جن کی رعایت رکھنا ہر مستفید کے لیے ضروری ہے، چاہے وہ جس طریقہ سے بھی استفادہ کرنا چاہتا ہو۔ ان میں سے چند ایک کا ذکر درج ذیل ہے:

استفادہ کرنے کے مشترکہ آداب

وہ آداب جن کا لحاظ رکھنا ہر مستفید کے لیے ضروری ہے، اور ان کے بغیر علم کے نور کا حصول مشکل ہے، وہ درج ذیل ہیں:

❶ - اخلاصِ نیت

اللہ تعالیٰ کے ہاں حصولِ علم کا اجر پانے، علم کا نور حاصل کرنے، اور وبال سے بچنے کے لیے اخلاصِ نیت ازحد ضروری ہے، اور یہ صرف حصولِ علم کے لیے ہی نہیں، بلکہ ہر نیک کام کا اجر اخلاصِ نیت پر موقوف ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’إنما الأعمال بالنيات.‘‘(۱۲) ’’تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے‘‘ اور اگر کسی نیک کام میں کوئی دنیوی غرض شامل ہو تو یہ عمل ثواب کی بجائے وبال کا سبب ہوسکتا ہے، اور بالخصوص تعلیم وتعلم کے معاملے میں دنیوی غرض تو بہت بڑے وبال کا سبب ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ أَوْ يَصْرِفَ بِهِ وُجُوْهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَهُ اللهُ النَّارَ.‘‘(۱۳)

’’جو شخص علم اس نیت سے حاصل کرے کہ اس کے ذریعے علماء کے پڑوس میں بیٹھے، یا جاہلوں سے جھگڑا کرے، یا لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔‘‘

اس لیے ہر طالب و مستفید کو چاہیے کہ سب سے پہلے اپنی نیت کو خالص کرے، اور بار بار اس کا استحضار کرتا رہے۔ حضرت لقمان حکیمؒ نے اپنے بیٹے کو نصیحتیں فرمائی تھیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے، جیسا کہ زید بن اسلمؒ نے نقل فرمایا:

’’عن زيد بن أسلم، أن لقمان قال لابنه: يا بني لا تتعلم العلم لثلاث، ولا تدعه لثلاث: لا تتعلمه لتماري به، ولا لتباهي به، ولا لترائي به، ولا تدعه زهادة فيه، ولا حياءً من الناس، ولا رضًا بالجهالة.‘‘(۱۴)

’’زید بن اسلمؒ کہتے ہیں کہ لقمان حکیمؒ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! علم تین چیزوں کی خاطر حاصل نہ کرنا، اور نہ تین چیزوں کی وجہ سے چھوڑنا، جھگڑا کرنے، فخر کرنے، اور اپنا آپ دکھلانے کے لیے علم حاصل نہ کرنا، اور اس سے اعراض کرنے، لوگوں سے حیا کرنے، اور جہالت پر راضی رہنے کی وجہ سے اسے مت چھوڑنا۔‘‘

۲-تواضع اختیار کرنا

طالب علم و مستفید کے لیے لازم ہے کہ شیخ کی موجودگی و عدم موجودگی میں، اور ظاہراً و باطناً ہر اعتبار سے تواضع کے ساتھ پیش آئے، کیونکہ تواضع کے بغیر علم نافع کا حصول مشکل ہے:

’’عن الشعبي قال: ركب زيد بن ثابت فأخذ ابن عباسؓ بركابه، فقال لهٗ: لاتفعل يا ابن عم رسول الله صلی الله عليه وسلم! فقال: هٰكذا أمرنا أن نفعل بعلمائنا.... الحديث‘‘(۱۵)

امام شعبیؒ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سوار ہوئے، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی سواری کی لگام پکڑ لی، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے! ایسا نہ کرو۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ ہمیں علماء کے ساتھ ایسا ہی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔‘‘

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، انہوں نے اپنی جلالتِ شان کے باوجود اپنے استاذ کے ساتھ تواضع کا معاملہ فرمایا۔

جناب نبی کریم ﷺ نے بھی طلباء کو اساتذہ کے ساتھ تواضع کا معاملہ اختیار کرنے کا حکم دیا:

''عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ، وَتَعَلَّمُوْا لِلْعِلْمِ السَّكِيْنَةَ وَالْوَقَارَ، وَتَوَاضَعُوْا لِمَنْ تَعَلَّمُوْنَ مِنْهُ.''(۱۶)

''حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم حاصل کرو، اور علم کے لیے اطمینان ووقار حاصل کرو، اور جن سے تم علم حاصل کرو ان سے تواضع کے ساتھ پیش آؤ۔''

❸ -صبر واستقامت کا مظاہرہ کرنا

طالب ومستفید کو چاہیے کہ طلبِ علم واستفادہ میں استقامت وصبر کا مظاہرہ کرے، کسی مسئلہ کی طلب میں وقت کے زیادہ لگنے سے دل کو تنگ نہ کرے اور اُکتائے نہیں، بلکہ مسلسل تلاش وجستجو میں میں رہے۔ یونس بن یزیدؒ کو ابن شہابؒ نے اسی قسم کی نصیحت فرمائی تھی:

''عن يونس بن يزيد قال: قال لي ابن شهاب: يا يونس! لا تكابر العلم، فإن العلم أودية، فأيها أخذت فيه قطع بك قبل أن تبلغه، ولكن خذه من الأيام والليالي، ولا تأخذ العلم جملة، فإن من رام أخذه جملة ذهب عن جملة، ولكن الشيء بعد الشيء مع الليالي والأيام.''(۱۷)

''یونس بن یزیدؒ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے ابن شہابؒ نے فرمایا: اے یونس! علم کو بڑا مت خیال کرو، اس لیے کہ علم کے کئی میدان ہیں، جس میدان میں تو داخل ہوگا اس کی انتہا تک نہیں پہنچ پائے گا، لہٰذا علم کو روزانہ تھوڑا تھوڑا کر کے لینے کی کوشش کرو، اور ایک ہی مرتبہ لینے کی خواہش مت کرو، اس لیے کہ جو علم کو ایک ہی مرتبہ لینے کی کوشش کرتا ہے تو وہ بالکل حاصل نہیں کرپاتا۔''

اسی طرح فارسی کا ایک جملہ ہے: ''ہر چہ زود برآید دیر نپاید''... ''جو چیز جلدی آتی ہے وہ دیر تک نہیں رہتی۔''

❹ -استاذ کے لیے دعا کرنا

طالب علم اور مستفید کو چاہیے کہ اپنے استاذ اور شیخ کے لیے ہمیشہ دعا کرتا رہے، اس سے اس کا علم بابرکت اور نافع بھی بنے گا، اور نورانیت بھی نصیب ہوگی۔ حضرات اکابرین اس بات کا بہت اہتمام کرتے تھے،

چنانچہ چند مثالیں آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں:

’’قال الإمام أبو حنيفة رحمه الله: ”ما مددت رجلي نحو دار أستاذي حماد إجلالاً له، وكان بين داري وداره سبعُ سِككٍ، وما صليت صلاة منذ مات حماد إلا استغفرتُ له مع والدي، وإني لأستغفر لمن تعلمت منه أو علمني علمًا.‘‘(۱۸)

’’امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا: میں نے اپنے استاذ امام حمادؒ کی تعظیم میں کبھی ان کے گھر کی طرف اپنے پاؤں کو لمبا نہیں کیا، جبکہ میرے اور ان کے گھر کے درمیان سات گلیوں کا فاصلہ تھا، اور امام حمادؒ کی وفات کے بعد سے جب بھی میں نے نماز پڑھی ہے تو اپنے والدین کے ساتھ امام حمادؒ کے لیے بھی بخشش کی دعا کی ہے، اور بلاشبہ میں ان سب کے لیے بخشش کی دعا کرتا ہوں جن سے میں نے علم حاصل کیا، یا انہوں نے مجھے کوئی علم سکھایا۔‘‘

’’وقال أبو يوسفؒ تلميذ أبي حنيفةؒ: إني لأدعو لأبي حنيفةؒ قبل أبويَّ، ولقد سمعت أبا حنيفةؒ يقول: "إني لأدعو لحمادؒ مع أبويَّ.‘‘(۱۹)

’’امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ: میں امام ابوحنیفہؒ کے لیے اپنے والدین سے پہلے دعا کرتا ہوں، اور بلاشبہ میں نے ابوحنیفہؒ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں امام حمادؒ کے لیے اپنے والدین کے ساتھ دعا کرتا ہوں۔‘‘

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اساتذہ ومشائخ سے استفادہ کرنے اور آداب کی رعایت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حواشی وحوالہ جات

۱- الرحلة في طلب الحديث، لأبي بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد الخطيب البغدادي (ت: ٤٦٣هـ)، ذكر من رحل إلى شيخ يبتغي علو إسناده، فمات قبل ظفر الطالب منه ببلوغ مراده، ص: ١٧١، ط: دار الكتب العلمية.

٢- نفسه، ص: ١٧٦.

٣- المصدر السابق، ص: ١٧٣.

٤- صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، (ت: ٢٥٤)، كتاب العلم، باب الحياء في العلم: ٦٠/ ١، ط: دار ابن كثير.

٥- جامع بيان العلم وفضله، ليوسف بن عبد الله بن عبد البر القرطبي، باب: الحض على استدامة

الطلب والصبر على اللأواء والنصب: ١٩٣/ ١، ط: مؤسسة الريان.

٦- المعجم الأوسط، لسليمان بن أحمد الطبراني (ت:٣٦٠)، من اسمه عيسى: ١٣٩/ ٥، رقم: ٤٨٩٤، ط: دار الحرمين.

٧- السنن، لابن ماجة محمد بن يزيد القزويني (المتوفى:٢٧٣هـ)، أبواب الزهد، باب الحكمة: ٢٦٩/ ٥، رقم: ٤١٦٩، ط: دار الرسالة العالمية.

٨- رياضة المتعلمين، لأحمد بن محمد بن إسحاق المعروف بـ"ابن السُّنِّي" (ت: ٣٦٤هـ)، الجزء الرابع، ص:٢٣٥، ط: دار النوادر.

٩- معالم إرشادية لصناعة طالب العلم، للشيخ محمد عوامة، المعلم العاشر الصحبة مع الأستاذ، ص: ٢١٧، ط: دار الكتب بشاور.

١٠- جامع بيان العلم وفضله، لابن عبد البر، باب: حمد السؤال والإلحاح في طلب العلم وذم ما منع منه: ١/ ١٨١.

١١- نفسه ١ / ١٧٧.

١٢- صحيح البخاري، باب كيف كان بدء الوحي: ١ / ٣، رقم:١.

١٣- الجامع الكبير-سنن الترمذي، للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى الترمذي (ت:٢٧٩)، أبواب العلم، باب ما جاء فيمن يطلب بعلمه الدنيا: ٤/ ٣٢٩، رقم: ٢٦٥٤، ط: دار الغرب الإسلامي، بيروت.

١٤- جامع بيان العلم، لابن عبد البر، باب: ما روي عن لقمان الحكيم من وصية ابنه وحضه إياه على مجالسة العلماء والحرص على العلم: ١/ ٢١٢.

١٥- المجالسة وجواهر العلم، لأبي بكر أحمد بن مروان بن محمد الدينوري القاضي المالكي، (ت:٣٣٣)، الجزء التاسع، ص: ٢٨٨، ط: دار ابن حزم.

١٦- المعجم الأوسط، للطبراني، من اسمه محمد: ٦/ ٢٠٠، رقم: ٦١٨٤.

١٧- جامع بيان العلم وفضله، لابن عبد البر، باب: كيفية الرتبة في أخذ العلم: ١/ ٢٠٦.

١٨- الإعلام بـحرمة أهل العلم والإسلام، لمحمد بن أحمد بن إسماعيل المقدم، الفصل الثاني، وتجلي هٰذا الولاء في حزنهم لموت الواحد منهم، ص: ١٩٥، ط: دار طيبة.

١٩- نفسه.

..... ۞ ..... ۞ ..... ۞ .....